مولانا سعید الحق جدون

قربانی پر اشکالات کا علمی جائزہ

ماہ ذوالحجہ ہر سال کی طرح امسال بھی اپنے جلو میں اسلام کی دو اہم عبادتیں لے کر آرہا ہے۔ حج اور قربانی ۔قربانی کا یہ دستور صرف ہمارے دین کے ساتھ خاص نہیں بلکہ قربانی کا یہ تسلسل حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا ہے' فرزندان آدم علیہ السلام کی قربانی کا تذکرہ ان الفاظ میں موجود ہے

إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ (مائدہ:۲۷)

جب دونوں (ہابیل اور قابیل) نے قربانی کی' تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ آدم علیہ السلام کے بعد ہر امت میں یہ طریقہ چلا آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ (الحج: ۳۴)

اور ہم نے ہر امت کے واسطے قربانی مقرر کی ہے تا کہ اللہ کا نام لیں ان جانوروں پر جو اللہ نے عطاء فرمائے۔

اس آیت کی تفسیر میں صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں کہ تم سے پہلے بھی ہم نے ہر قوم کیلئے رسم قربانی اللہ کا نام یاد کرنے کیلئے جاری کی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ حضرت موسیٰؑ ' حضرت یعقوبؑ' حضرت اسحاقؑ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعتوں کا دستور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا۔

مسلمانوں کی مروجہ قربانی دراصل ملت ابراہیمی کی پیروی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو ملت ابراہیمی کے پیروی کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ہے: فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا (آل عمران ۹۵) تم ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کرو۔

زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس میں ہمارا کیا فائدہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ (جانور) کے ہر بال کے بدلے میں بھی ایک ایک نیکی ملے گی۔ (ابن ماجہ)

قربانی پر اٹھائے گئے اشکالات:

رسالت ماب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲ ہجری کو قربانی شروع کی۔ اور اسکے بعد ہمیشہ مدینہ منورہ

میں قربانی ادا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ قرون ثلثہ یعنی صحابہ کرام' تابعین' تبع تابعین نے فراخی کی حالت میں بقرعید کے دن قربانی کا عمل کیا ہے اور اس پر دوام ظاہر کیا ہے لیکن اس دن قربانی کے بجائے صدقہ کرنے یا دیگر فلاحی کاموں کے سرانجام دینے کو ترجیح نہیں دی ہے جبکہ آج کے دور میں جدید اسلام کے داعیوں نے قربانی کے اس سنت عمل پر طرح طرح کے سوالات اور اشکالات اٹھائے ہیں اور قوم کو یہ مشورہ دیا ہے کہ قربانی پر ہونے والے غیر معمولی اخراجات کو فلاحی فنڈز میں جمع کیا جائے تاکہ اس سے غریبوں اور بے سہاروں کی مدد ہو سکے۔ قربانی کے اخراجات پر اٹھنے والے اشکالات جو اہل قلم حضرات نے لکھیں ہیں اور اپنا جو نقطہ نظر بیان کیا ہے اس کا لب لباب اور نچوڑ حسب ذیل ہے۔

۱۔ عیدالاضحیٰ میں لاکھوں جانور ذبح ہوجاتے ہیں اس کا بڑا اثر اقتصادیات پر پڑ جاتا ہے کیونکہ سال بھر لوگوں کو گوشت ملنے میں مشکلات پیدا ہوجائیں گے اور جانور کم ہوجائیں گے۔

۲۔ اتنی خطیر رقم کا خرچ کرنا اسراف کے زمرے میں آتا ہے اس رقم کو فلاحی فنڈز میں جمع کرنا چاہیے تاکہ یہی رقم معاشرے کے فلاح و بہبود کے لئے استعمال کیا جائے۔

۳۔ اس دن گوشت فضول ضائع ہوجاتا ہے اگر سال بھر میں وقتاً فوقتاً ان ہی جانوروں کو ذبح کیا جائے تو اس گوشت سے لوگ استفادہ کر سکتے ہیں۔

۴۔ قربانی محض سنت عمل ہے ایک سنت عمل پر اتنی خطیر رقم خرچ کرنا مناسب نہیں۔

۵۔ قربانی کا عمل خودنمائی کا عمل ہے۔

اشکالات کا علمی جائزہ :

۱۔ محض اقتصادی نقطہ نظر سے قربانی رد کرنا بڑا ظلم ہے۔ ۱۴سو سال سے امت کا یہ اجماعی عمل چلا آرہا ہے۔ لیکن کسی بھی دور میں قربانی کی وجہ سے اقتصادی بحران کا ثبوت موجود نہیں ہے اور نہ ہی کسی شہر میں گوشت کی کمی آئی ہوئی ہے موجودہ دور کے نسبت پچھلے زمانے میں قربانیاں زیادہ ہوتی تھیں۔ اسلام کے قرون اولیٰ میں قربانی کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک آدمی سو سو اونٹوں کی قربانی کرتا تھا۔ خود پیغمبرؐ نے سو اونٹوں کی قربانی کی۔ اس وقت میں یہ شکایت کسی جگہ نہیں سنی گئی کہ جانور نہیں ملتے ہیں یا جانور مہنگے ہیں۔ قربانی کے ساتھ جانوروں کی کمی کو خاص کرنا سراسر خلاف واقعات ہیں کیونکہ جن ممالک میں قربانیاں ادا نہیں کی جاتی ہیں یا کم ادا کی جاتی ہیں وہاں دوسرے ملکوں کی نسبت مہنگائی زیادہ ہے۔ یہ

قدرت کی کرشمہ سازیاں ہیں کہ جب دنیا میں کسی چیز کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے تو اللہ رب العالمین اس چیز کی پیداوار بڑھاتے ہیں۔اور جب ضرورت کم ہوجاتی ہے تو پیداوار بھی گھٹ جاتی ہے۔

۲۔ دوسرا مغالطہ یہ ہے کہ قربانی کی بجائے دوسرے اہم قومی مسائل ہیں جن کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔مثلاً قربانی کے ان پیسوں سے نادار اور غریب لوگوں کی امداد کی جائے۔یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کی جائے' ہسپتالوں میں بے یارومددگار مریضوں کا علاج معالجہ کیا جائے۔جو طلبہ غریب ہیں ان کو سکالرشپ اور سپانسرشپ دی جائے وغیرہ وغیرہ

اس موقف کو اپناتے ہوئے بعض اہل قلم حضرات نے علماء امت کو اس مسئلے پر مندرجہ بالا دلیل کی بنیاد پر اجتہاد کرنے کی دعوت دی' لیکن حقیقت یہ ہے کہ دلائل کے سلسلے میں اجتہاد چوتھے نمبر پر ہے اس سے پہلے قرآن' حدیث اور اجماع امت ہے اگر کوئی چیز قرآن وحدیث کی واضح روشنی میں مل جاتی ہے تو اجتہاد اس وقت بے وزن اور بے فائدہ ہوکر رہ جاتا ہے۔

مذکورہ مسئلہ میں حضورؐ کے واضح ارشادات موجود ہیں جن میں سے دو ملاحظہ ہوں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ آدم کی اولاد میں سے یوم النحر (قربانی کے دن) میں جو بھی عمل کرتا ہے سب سے پسندیدہ عمل اللہ کے ہاں خون بہانا (قربانی کرنا) ہے۔(ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالمؐ نے فرمایا کہ جس شخص کو اتنی وسعت ہو کہ وہ قربانی کرسکے پھر بھی اس نے قربانی نہیں کی اسکو چاہیے کہ وہ ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو(الترغیب والترھیب ۱۰۳/۲)

ان واضح ارشادات کی موجودگی میں کونسا مسلمان مجتہد اس کی جرات کرسکتا ہے کہ وہ قربانی کرنے والوں کو یہ تجویز دے کہ آپ قربانی کی بجائے بے سہارا مریضوں کا علاج کریں' ناداروں اور غریبوں کا ہاتھ بٹائیں۔تو آپ کو زیادہ ثواب ملے گا۔مریض کے علاج معالجہ اور غریبوں کی امداد ایک نیک عمل ہے لیکن اس نیک عمل کے لئے قربانی کا قلع قمع نہ کیا جائے بلکہ اپنی خواہشات کو کنٹرول کرکے غیر شرعی اخراجات مثلاً ج سنیما' شراب' سگریٹ نسوار اور دوسرے فضول اخراجات بند کرکے اس سے مریضوں کا علاج اور بے سہاروں کی اعانت کی جائے۔

قلم کے ایک بادشاہ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے پاس تمہارے گوشت اور خون نہیں پہنچتے ہیں بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قربانی کرنے

کی ضرورت نہیں۔ سبحان اللہ کیا خوب استدلال کیا ہے۔ بادشاہ لوگ ہیں‘ جو دل میں آئے لکھ دیتے ہیں اس مجتہد سے پوچھنا چاہیے کہ گوشت اور خون نہیں پہنچتے تو کیا مریض کی دوائی اور طالب علم کی فیس وہاں پہنچ جائے گی؟ یا یہاں پر پہنچانے کے لئے تقوی ہی درکار ہوگا۔

۳۔ جہاں تک بڑے پیمانے پر گوشت ضائع ہونے کا سوال ہے تو ان حضرات کو اپنے ملک میں یہ بات ثابت کرنا بھی دشوار ہے کیونکہ ہمارے ملک میں بوٹی تو کجا ہڈیوں کو بھی ضائع نہیں ہونے دیتے ہیں۔ مختلف فلاحی ادارے یا عوام خود غریب علاقوں میں قربانی کا گوشت پہنچانے کے پروگرام ترتیب دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ گوشت پہنچانا ایک اضافی فضیلت ہے‘ لیکن قربانی کی قبولیت اس پر موقوف نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قربانی کے خون کا قطرہ زمین پر نہیں گرتا مگر اس سے پہلے قربانی اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبولیت حاصل کر لیتی ہے۔

اس مدعا کو ثابت کرنے کے لئے ایک اشکال یہ اٹھایا جاتا ہے کہ حرم میں ہر سال حاجی لاکھوں جانور ذبح کرتے ہیں اور گوشت کا اکثر حصہ ضائع ہو جاتا ہے حالانکہ ان حضرات کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ حج کے موقع پر جن جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ اس کا تعلق اس سنت قربانی سے نہیں جس کو آپ ختم کرنے کے لئے قوم کو تجاویز اور مشورے دے رہے ہیں بلکہ وہ تو ہر حج کرنے والے حاجی کے ذمے واجب ہے‘ اس کے بغیر حج ادھورا ہے۔

حرم میں گوشت ضائع ہونے کا جو اشکال ہے‘ یہ بھی بے معنیٰ ہے کیونکہ سعودی حکومت نے قربانی سے استفادے کا پراجیکٹ شروع کیا ہے۔ اس پر تقریباً ۵۰ کروڑ ریال خرچ ہوئے تھے‘ اس کام کے لئے انہوں نے آٹو میٹک مشین نصب کی ہیں۔ گوشت صاف ہونے کے بعد کولڈ سٹوروں میں محفوظ کیا جاتا ہے۔ اس پراجیکٹ میں اسلامی ڈویلپمنٹ بینک بھی باقاعدہ شامل ہے۔ جو سعودی ذمہ داروں سے اس کام میں تعاون کرتا ہے۔ اس کام کیلئے سعودی عرب نے المعصم کی قربانی گاہ مخصوص کر رکھی ہے جو جدید ترین مشینوں سے آراستہ کیا گیا ہے۔ اس گوشت کی زیادہ مقدار پاکستان میں افغان مہاجرین سوڈان اور جبوتی کے مہاجرین کو بذریعہ ایئر لائن پہنچائی جاتی ہے۔ حرمین کے قرب وجوار میں بسنے والے غریب لوگوں کے علاوہ تیس سے زائد ممالک میں یہی گوشت بری‘ بحری‘ اور ہوائی ذرائع نقل وحمل کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔ ان ممالک میں سوڈان‘ جبوتی‘ بنگلہ دیش‘ موریطانیہ مالی‘ کینیا‘ سینگال‘

صومالیہ' کمبیا' شام' موزمبیق' نائیجیریا' تنزانیہ' کشمیر' لبنان اور افغانستان شامل ہیں۔

۴۔ قربانی ادا کرنا سنت عمل ہے۔فرض اور واجب نہیں' حقیقت میں اس فقہی اختلاف کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے قربانی کی اہمیت کو کم کیا جائے۔چونکہ واجب ہونے کی صورت میں مسلمان زیادہ اہتمام کرتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ قربانی صرف سنت عمل ہے لہٰذا اس قدر اہتمام نہیں کرنا چاہیے۔

فقہی پیچیدگیوں میں الجھا کر اس مسئلہ کی اہمیت کو کم کرنے کی بجائے اس حقیقت پر غور کرنا چاہیے کہ سنت سمجھنے والے اسی جذبہ وشوق سے قربانی ادا کرتے ہیں جس سے واجب سمجھنے والے ادا کرتے ہیں۔ بلکہ سنت سمجھنے والوں کے نزدیک چوتھے دن بھی قربانی جائز ہے۔مثلاً اگر کوئی تین دن کسی وجہ سے محروم رہا تو چوتھے دن اس کی تلافی کرلے۔ایک سچے مسلمان کیلئے یہی کافی ہے کہ قربانی اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

عیدالاضحیٰ کے دن قربانی کے بجائے صدقے کے جواز پر ایک صاحب قلم نے لکھا کہ فقہ کی مستند کتاب ہدایہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بقرعید کے دن قربانی کی بجائے اس کی قیمت صدقہ کرنا جائز ہے۔اس سلسلے میں ہدایہ کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

ایام نحر میں قربانی ذبح کرنا قیمت کا صدقہ کرنے سے افضل ہے کیونکہ قربانی ز قسم واجب ہے یا سنت اور صدقہ کرنا نفل محض ہے۔سو قربانی قیمت سے افضل ہے۔(برہان الدین المرغینانی' ہدایہ)

اس عبارت کو دلیل بنا کر صاحب تحریر نے مذکورہ دعوی کیا ہے۔حالانکہ صاحب نہایہ نے لکھا ہے کہ ہدایہ کے اس عبارت سے یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ قیمت ترک کرنا جائز ہے۔ بلکہ اگر کوئی غنی صاحب نصاب ایک بکری کی قیمت صدقہ کرے اور قربانی نہ کرے تو واجب قربانی سے سبکدوش نہ ہوگا۔

۵۔ آخری بات جو اس سلسلے میں کی جاتی ہے کہ قربانی کا عمل خودنمائی کا ذریعہ بن گیا ہے' کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو خودنمائی کرتے ہیں لیکن معترضین حضرات قربانی کے علاوہ کوئی اور عبادت بتلائیں جو سو فیصد للّٰہیت اور اخلاص سے سرشار ہوں کیا خودنمائی کی وجہ سے کسی نیک کام کو چھوڑا جائے گا جو کوئی کسی بھی عمل میں خودنمائی کرتا ہے یہ اس کی ذاتی کمزوری ہے اس پر قدغن ہونی چاہیے لیکن خودنمائی کی وجہ سے قربانی کا عمل روکنا صحیح نہیں۔